وہی میری محبت ہے
ثروت رضوی

Knowledge for All

"وهی میری محبت ہے"

ثروت رضوی

اِک انتظار نے رکھا ہے مجھ کو سبز قباء
وگرنہ کب کی میں نذر خزاں ہوئی ہوتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب... وہی میری محبت ہے

شاعرہ... ثروت رضوی

اشاعتِ اوّل... مارچ 2009

تعداد... پانچ سو (500)

سرورق... طارق ایاز خان

قیمت... 150 روپے

اہتمام... مہر فاطمہ

ملنے کا پتہ... F-405 صائمہ پرائڈ مین راشد منہاس روڈ، کراچی

ای میل... sarwat.rizvi@yahoo.com

کتاب بااہتمام ظفر حسنین زیدی

MAFhh پرنٹرز اینڈ پبلشرز کراچی نے شائع کی۔

فون: 5892748

ہدیہ

بحضور محمدؐ و آل محمدؐ

انتساب

سید منظور حسین منظر

عالیہ بی بی

آغا جعفر

اور

والدین کے نام

جن کے سایۂ عاطفت

نے مجھے بلند پیرایہ فکر، روشن خیالات، اور خیر وشر کا شعور بخشا اور

محبت محمدؐ آل محمدؐ کا چلن تعلیم کیا۔

"ابھی وہ راستے میں ہے"

وہی میری محبت ہے!

ہاں وہی میری محبت ہے!
وہ "اولی امر" جو خود ابر کرامت ہے۔
میں
مری یہ زندگی
مری ہر سانس بھی اُس کی امانت ہے!
ہر اِک دھڑکن صدائے العجل کہتی ہوئی ہے مُنتظر اُس کی!
یہ ہی میری عبادت ہے!
ہر اِک ساعت!
ہر اِک پل میں یہی تجدید کرتی ہوں
دُعائے عہد پڑھتی ہوں

☆

مر ہی تو جاتی میں۔ نہ چہرہ... نہ وجود... نہ قامت... کچھ بھی تو نہ ہوتا

یہ محبت نہ ہوتی، تو کتنی غریب ہوتی، مفلس ترین ہوتی میں۔ جس طرح خود اپنے آپ مقتل خریدنا اور پھر خود ہی قبالا لکھنا آسان نہیں ہوتا بالکل اِسی طرح پامال اور ٹکڑے ٹکڑے وجود کو سمیٹنا اور پھر سے پیکر تراش دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پامال صرف جسم نہیں، روح بھی ہوتی ہے اور روح کی پامالی کوئی نہیں دیکھتا۔

بہت بلندی سے گری تھی میں... گری کہاں تھی۔ پھینکی گئی تھی۔ دھکا دیا گیا تھا۔ گرداب تھا...

کوئی جھکڑ تھا یا طوفان جس نے مجھے آسمان سے زمین پر لا پٹخا اور میں گری تو یوں لگا جیسے پاتال میں گرتی چلی جا رہی ہوں... گرتی چلی جا رہی ہوں اور دیر تک گرتے رہنے کے احساس کے بعد جب اپنے ٹکڑے ٹکڑے وجود کو، زخمی اور دریدہ روح کو، تار تار قبائے جان کو، بے ردا سر کو، بے چہرہ قامت کو دیکھا تو پہلے تو فیصلہ ہی نہیں کر پائی کہ کیسے سمیٹوں... اور پھر جب ٹکڑے چُن کر جوڑنے شروع کیے تو سمیٹنا اتنا مشکل ہو گیا، کوئی تصویر ہی نہیں بن پا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے شناخت تک مٹ گئی ہو۔

بے ردائی، بے گھری، بے دری کا دُکھ اپنی جگہ لیکن بے چہرگی کی اذیت سہنا محال ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا میں اپنی قامت میں گھٹ گئی ہوں! گزرے ہوئے ماہ و سال مجھ سے سب کچھ چھین کر لے گئے۔ عجیب غربت اور مفلسی کا احساس تھا۔ خواب تو پہلے ہی رہن رکھے جا چکے تھے۔ نیندیں بھی مصلوب ہو گئیں اور آہنی مصلوب نیندوں اور رہن زدہ خوابوں کے درمیان گزرتی ہوئی شبوں کے وہ طویل پہر... میرے لیے طاقت بننے لگے...

قبل اس کے کہ میں اپنے ٹوٹے ہوئے وجود کو سمیٹے اور اپنا پیکر تراشنے میں ناکام ہو جاتی اور ہار جاتی... مری روح بدن سے ناطہ توڑ جاتی... یکا یک یقین نے مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور مری بند آنکھوں پر سجی جڑی ہوئی پلکوں پر سے آنسوؤں کے موتی چنتے ہوئے سوال کیا!

تری زندگی کس کی امانت ہے!

مری زندگی!

دُعائے علقمہ کا جملہ مری اپنی ہی آواز میں مجھے سنائی دیا!

اے خدا! مری زندگی کو محمدؐ و آلِ محمد کی زندگی اور مری موت کو محمد و آلِ محمد کی موت قرار دے!

مری زندگی محبت کی امانت ہے۔

دِل کی ہر دھڑکن نے گویا پوری توانائی کے ساتھ دھڑک کر صدا دی مرے وجود کے ٹکڑے جُڑنا شروع ہو گئے۔

اور وہی میری محبت ہے!

وہ اولی الامر جو خود ابرِ کرامت ہے!

اور پھر مرے ٹوٹے بکھرے ہوئے وجود کو اُس ابرِ کرامت نے اپنے حصار میں لے لیا۔ میں نے اپنی محبت کی آنکھوں میں اپنا چہرہ دیکھنا شروع کیا۔

کیاواقعی! میں اتنی خوبصورت شناخت رکھتی ہوں؟

محبت کے شفاف آئینے میں اِک شفاف وجود مرے سامنے تھا...

مرا اپنا وجود...

میں نے نظریں ہٹالیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھا!

مرے ہاتھ ...مری محبت کی امانت ہیں۔ یکا یک مجھے اپنے ہاتھ بہت قیمتی محسوس ہوئے۔ میں نے انھیں آپس میں جکڑ لیا۔ اپنی اُنگلیاں مجھے انمول لگیں... میں نے اُنھیں اپنی ردا میں چُھپالیا کہ وہ مری محبت کی امانت ہیں۔

ان کا تو مجھ پر احسان ہے ناں! کہ یہ قلم کو مشاقی سے پکڑتی ہیں اور وہ خوبصورت حرف تحریر کرتی ہیں جو مری محبت کی بارگاہ میں مجھے یقین ہے باریاب ہوتے ہیں، ورنہ آج میں اتنی امیر نہ ہوتی!

اور یہ حرف کہاں سے آتے ہیں! میں نے آنکھیں بند کر کے سوچا!

مرا ذہن، مری فکر، مرا تخیل یہ حرف تخلیق کرتے ہیں۔

مجھے اپنے ذہن، اپنی فکر، اپنے تخیل پر پیار آیا...

اور پھر اس خالقِ کائنات کی بارگاہ میں سر بہ سجود ہوگئی... جو میرا رب ہے۔ اور رب العالمین ہے۔ بے ساختہ مرے لب پہ ابوالائمہ مولا علیؑ کی یہ دُعا آ گئی۔

مرے اللہ! مری عزت کے لیے یہی کافی ہے کہ میں تری بندی ہوں اور میرے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے تو ویسا ہی ہے جیسا میں چاہتی ہوں۔ پس تو مجھ کو ویسا بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔ آمین!

مرے وجود کے ٹکڑے سمٹنے لگے، جُڑنے لگے اور مرا پیکر ترشنے لگا، میں بند آنکھوں سے خود کو ترشتا دیکھتی رہی۔ یکا یک مجھے بہت امارت کا احساس ہوا...

میں نے اپنی محبت کے آئینے میں خود کو دیکھا۔

میرے سامنے ایک مضبوط اور پُر وقار وجود تھا، جس کے چہرے پر تفاخر اور آنکھوں میں طمانیت تھی، جیسے دُنیا کو تسخیر کر لینے کا عزم ہو۔ بہت امیر! بہت غنی، بہت سخی اور بہت قانع عورت کا وجود۔ کامیاب عورت۔

چھیننے والے نے سب کچھ چھین لیا... مگر وہ پھر بھی امیر رہی۔ غنی رہی کیوں کہ اُس کے پاس جو دولت اور امارت ہے وہ کوئی چھین ہی نہیں سکتا۔ اور وہ تقسیم کرنے سے بڑھتی ہے۔

اِس احساس کے ساتھ عجیب قوت نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا جو میرے پاس ہے وہ کسی کے پاس نہیں اور یہ میری محبت کی دَین ہے اور یہ محبت کس کی دَین ہے، یقین نے مسکرا کر سوال کیا؟

محبت!

یہ تو اُس وقت بھی تھی، جب میں نے عالمِ ارواح میں اِس محبت کا اقرار کیا تھا۔

یہ صلبِ پدر میں بھی تھی۔ اور شکمِ مادر میں بھی میرے ساتھ تھی اور جب میں عدم سے وجود میں آئی تو پہلی غذا یعنی شیر مادر میں بھی شامل تھی۔ پہلا حرف اسی محبت کا اسم تھا جو میں نے اپنے معصوم لبوں سے ادا کیا... اور پھر ماں کی لوریوں، باپ، کی شفقتوں اور بزرگوں کی محبتوں میں اِس ''محبت'' کی تکرار کے ساتھ میں نے شعور کی منزلیں طے کیں۔ مرا پہلا مکتب بھی اِسی محبت کی درس گاہ تھی۔ اور اِس درس گاہ نے مجھے وہ بنایا جو آج میں ہوں اور اِس پر مجھے فخر ہے۔ اور احساسِ تشکر بھی۔ اور ساتھ ہی یہ احساس بھی کہ اِس محبت کے ورثے کو میں اپنے جگر گوشوں میں ایسے منتقل کر چکی ہوں کہ وہ مجھ سے کتنا ہی دُور ہوں، اِس محبت کے بناء اور اِس محبت سے دُور نہیں رہ سکتے۔ وہ مجھ سے پہلے اس محبت کی سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔ اس کی بارگاہ میں دُرود کے ہدیے بھیجتے ہیں اور دعائے عہد پڑھتے ہیں اور شاید اِسی محبت کے انتظار نے مجھے زندہ رکھا ہے۔ میری آنکھیں، میرا وجود، میری فکر جس کی منتظر ہے اُسے آنا ہے... میں تجدیدِ عہد کے لیے دُعائے عہد پڑھتی ہوں اور منتظر ہوں اور میں ہی کیا سارا زمانہ منتظر ہے۔ میں نے اپنا استغاثہ اور مقدمہ اس کی عدالت میں رکھ دیا ہے۔ وہ عادل ہے، اس کی بارگاہ سے مجھے بھی اپنے حق میں فیصلے کا انتظار ہے۔

جو کوئی بھی اِس محبت کے حصار میں ہے اور انتظار میں ہے۔ وہ ہرگز محروم نہیں ہے۔ میں اپنے یقین کے بازو پر سر رکھے ایک احساسِ تفاخر کے ساتھ اور اس کی سلامتی کی دُعا کے ساتھ شب کا اختتام اور صبح کا آغاز کرتی ہوں کہ:

''ابھی وہ راستے میں ہے۔''

ثروت رضوی

یکم فروری 2009

باب فضائل

حمدِ باری تعالیٰ

سکوتِ فکر کو اذنِ مقال دیتا ہے
مِرا سخی سرِدست سوال دیتا ہے
مِرے لبوں کی گلابی اُسی کی ہے بخشش
وہی جو مسندِ گُل کو گلال دیتا ہے
وہ اپنے دستِ ہُنر سے نکھارتا ہے شبیں
وہی تو موسمِ گُل کو جمال دیتا ہے
کبھی خوشی کبھی غم دے کے آزماتا ہے
مِرا کریم مجھے حسبِ حال دیتا ہے
اُسی کے حکم سے آتی ہے گلشنوں میں بہار
وہی ثمر سرِ شاخ نہال دیتا ہے
اُسی نے چاند ستاروں کو بخش دی ہے ضیا
وہی جو رات کو دِن سے اُجال دیتا ہے
اُسی کا ذکر نہ کرنا ملال دیتا ہے

نعت رسولؐ

نظر کو نور لبوں کو گلال دیتا ہے
کہ اُن کا ذکر دِلوں کو جمال دیتا ہے
اُس ایک نام کے صدقے جو لب پہ آتے ہی
سیاہ رات میں تارے اُچھال دیتا ہے
پھر اُس کے بعد کوئی تیرگی نہیں رہتی
بس اِک درود کا جھونکا اُجال دیتا ہے
زمانہ جب بھی مِرے سر سے کھینچتا ہے ردا
وہ اپنی کملی مِرے سر پہ ڈال دیتا ہے
میں کیوں نہ اُس کی صدا پر نمازِ عشق پڑھوں
اذان شہرِ سخن میں بلال دیتا ہے
قسیم کوثر و زم زم بس ایک چشمِ کرم
خدا بھی تیرے کرم کی مثال دیتا ہے
یہ معجزہ ہے محمدؐ کے نام کا ثروتؔ
جو مِری فِکر کو لفظوں میں ڈھال دیتا ہے

نعتِ رسولؐ

مجھ پہ ہو جو نظرِ کرم آقاؐ مدینے والے
اے شہنشاہِ امم آقاؐ مدینے والے

اپنی پلکوں سے میں چوموں گی درِ طیبہ پر
آپ کا نقشِ قدم آقاؐ مدینے والے

دامنِ سایہ رحمت میں چھپا لیں مجھ کو
ہیں بہت درد و الم آقاؐ مدینے والے

خاکِ پا آپ کی جو مجھ کو میسر آئے
پھر ہو کِس بات کا غم آقاؐ مدینے والے

حشر کے روز پہنچے گا مدد کو میری
میرا رکھے گا بھرم آقاؐ مدینے والے

کاش اے تا بہ ابد لکھے تری نعت یوں ہی
میرا قرطاس و قلم آقاؐ مدینے والے

پھر سے ہو رختِ سفر جانب طیبہ میرا
ہاتھ میں لے کے علم آقاؐ مدینے والے

پھر سے ہو زادِ سفر صلے علیٰ صلے علیٰ
پھر چلوں سوئے حرم آقاؐ مدینے والے

نعتِ رسولؐ

اب معجزۂ نعتِ رسولؐ دوسرا ہو
ہر لفظ مِرا زم زم و کوثر سے دُھلا ہو

آنکھوں میں رہے گنبدِ خضرا کا نظارا
ہونٹوں پہ فقط صلے علیٰ صلے علیٰ ہو

پلکوں پلکوں سے چُوں خاک سرِ شہر مدینہ
شاید کہ یہیں پر ترا نقشِ کفِ پا ہو

اُس شاہ کو سائے کی ضرورت ہو بھلا کیوں
سائے کی طرح ساتھ اخی جس کے رہا ہو

اِس طرح ترے دامنِ رحمت کا ہے سایہ
جیسے کہ کوئی پرچمِ انوار کُھلا ہو

لکھوں تو عجب نور سا قرطاس پر اُبھرے
روشن مِرے الفاظ میں قندیلِ دُعا ہو

پھر سورۂ رحمان کی آتی ہوں صدائیں
جیسے کہ کوئی کان میں رس گھول رہا ہو

افکار میں انوار کا اِک شہرِ فروزاں
گویا کوئی خورشید مجھے دیکھ رہا ہو

نعتِ رسولؐ

ہم گنہگار نہ جبریل کا پر مانگتے ہیں
نعت کہنے کے لیے اوجِ ہُنر مانگتے ہیں
دِل کو انوارِ حبیبؐ سے منور کردے
ہم مدینے کے لیے زادِ سفر مانگتے ہیں
اب نہ شمشیر و تبر تیر کی حاجت ہے ہمیں
ہم محمدؐ کی دُعاؤں کی سپر مانگتے ہیں
جُز غم شاہ کوئی غم نہیں دیکھیں آنکھیں
اپنی آنکھوں میں مودت کے گُہر مانگتے ہیں
اِس تیقن پہ کہ لوٹیں گے نہیں ہم خالی
ہاتھ پھیلائے ہوئے خاک بسر مانگتے ہیں
جب بھی ملتے ہیں مدینے کے مسافر ثروتؔ
زائرِ شاہ سے ہم خیر و خبر مانگتے ہیں

☆☆☆

نام محمدؐ لکھوں تو
ہاتھوں سے خوشبو آئے

☆☆☆

آپ کی چشمِ عنایت کا اثر ہو جائے
گھر سے نکلوں تو مدینہ مرا گھر ہو جائے

☆☆☆

Knowledge for All
Sakina

تذکرے شام سحر آپ کے ہیں
تا مژگاں پہ گہر آپ کے ہیں
اپنے دامن میں چھپالیں ہم کو
ہیں گنہ گار مگر آپ کے ہیں

☆☆☆

ولائے آلِ محمدؐ کا جام پی کر جب
سرور آتا ہے اکثر تو جھوم لیتی ہوں
نظر کے سامنے ہوتا ہے گنبدِ خضرا
میں خاکِ شہرِ مدینہ کو چوم لیتی ہوں

☆☆☆

التجا

گو کہ پرواز کو رستے ہیں بہت
پر ! تری سمت جو رستہ ٹھہرا
اُس پہ اِس وقت کا پہرا ٹھہرا
مجھ کو معلوم ہے
در ترا کھلا سب کے لیے
تو کہ رحمت ہے دو عالم کے لیئے
روشنی تیرے حرم کی آقا
تری خوشبو آقا
ہر نفس کو مجھ کو صدا دیتی ہے
دِل کی بس ایک صدا
مصطفیؐ..... مصطفیؐ

مجھ کو بے خودی کیے جاتی ہے
یہ جبیں ڈھونڈتی رہتی ہے ترا دَر
کیا کروں.....؟
بڑھ گئے ہیں مرے عصیاں اِتنے
راستے گُم سے ہوئے جاتے ہیں
سبز گنبد کو ترستی ہوئی میری آنکھیں
ہر گزرتے ہوئے پل
مجھ کو لگتا ہے کہ بے نور ہوئی جاتی ہیں
دِل کی بس ایک صدا
ایک ہی لے
ایک ہی دُھن
مصطفیٰ مصطفیٰ
مجھ کو بے خودی کیے جاتی ہیں
دردِ دل کس سے کہوں
کیسے کہوں؟
غیر سے کہنے کی عادی جو نہیں!
مری پلکوں کو میسر جو نہیں خاک تری
مرے سجدوں کو میسر جو نہیں تیرا حرم
زندگی مجھ کو گراں لگتی ہے

مِرے آقاؐ.....

مِرے آقاؐ.....

مِرے آقاؐ.....

زندگی مجھ کو، گراں لگتی ہے

مجھ کو جینے کی بشارت دے دے

راستے کھول دے

گھر سے نکلوں تو مرا ہر رستہ

ترے ہی در سے جا کے مل جائے

خاکِ طیبہ نصیب ہو مجھ کو

اپنی گلیوں میں مجھے رُلنے کی

پھر سے اِک بار اجازت دے دے

کاش

کاش!
کاش میں خاکِ مدینہ ہوتی
مِرے آقاؐ مِرے مولا!
کاش میں خاکِ مدینہ ہوتی
تیرے نعلین کے بوسے لیتی
تیرے قدموں کی دُھول بن جاتی
کاش میں خاکِ مدینہ ہوتی
اور ہوا تیز جو چلتی اکثر!
تو بگولہ بن کر
روز کرتی ترے روضے کا طواف
مجھ کو آنکھوں سے لگاتے ترے زائر مولا
میری تسبیح بناتے ترے زائر مولا
اور تسبیح پہ وہ صلِ علیٰ دہراتے
فخر سے میں بھی تو پھر صلے علیٰ دہراتی
چومتی گنبد خضراء کو میں اکثر جا کر
کاش میں خاکِ مدینہ ہوتی
کاش!
اے کاش!
میں خاکِ مدینہ ہوتی

نعتِ رسولؐ

نعت کہنے کا ہُنر دے یارب
مجھ کو جبریل کا پر دے یارب

لفظ در لفظ صحیفے اُتریں
حرف در حرف اثر دے یارب

پھر چلوں جانب طیبہ آقا
پھر مجھے اذن سفر دے یارب

ذرّہ خاکِ مدینہ دے دے
کب کہا شمس و قمر دے یارب

اسمِ آقاؐ ہے میری وجہِ نمو
شاخ در شاخ ثمر دے یارب

درمدح مولاعلیؑ

زمانہ جب مجھے مشکل میں ڈال دیتا ہے
وہ مجھ کو اپنی مودت کی ڈھال دیتا ہے
اُسی کے ذکر سے ہے مجلسوں کی زیبائش
وہی تو برسرِ منبر جمال دیتا ہے
میں اُس کے در سے کبھی لوٹتی نہیں خالی
بغیر مانگے شہہ خوشحال دیتا ہے
میں ورد کیوں نہ کروں اُس کے نام کا ہر پل
جو میری ناؤ بھنور سے نکال دیتا ہے
علی کا عشق جسے ہو تو اُس کا کیا کہنا
مثال بوزر و قنبر کمال دیتا ہے
حقیر ہو کے رہے دشمنانِ آلِ علی
کہ اُن کا بغض جہاں میں زوال دیتا ہے

در مدح مولا علیؑ

درونِ کعبۂ جاں کبریا ملا مجھ کو
علیؑ کے ذکر میں ذکرِ خدا ملا مجھ کو

درود وردِ زباں تھا جو خواب کی صورت
جمالِ پاکِ رُخ مصطفیٰؐ ملا مجھ کو

میں بابِ علم سے گزری تو شہرِ علم ملا
جو شہرِ عِلم میں پہنچی خدا ملا مجھ کو

مِری طبیب ہے خاکِ شفائے کرب و بلا
علیؑ کے لال سا درالشفا ملا مجھ کو

علیؑ ڈال دیا مشکلوں کو مشکل میں
خوشا نصیب کے مولا مِرا مجھ کو

سمٹ کے آگئی دامن میں میرے خود جنّت
پئے گدائی در فاطمہؑ ملا مجھ کو

بکھیرنے لگی موتی یہ خامۂ قرطاس
خیال مدحتِ خیر الوریٰؐ ملا مجھ کو

خدا کا شیر علیؑ ضیغم علی عباس
علیؑ کے شیر سا مشکل کُشا ملا مجھ کو

پہنچ کہ پیشِ حرم زندگی نے دی یہ صدا
بھٹک رہی تھی کہیں راستہ ملا مجھ کو

کرم نوازش جود و سخا کا در پایا
بے آسرا تھی بہت آسرا ملا مجھ کو

کہاں میں اور کہاں ذکر یہ سرِ منبر
مقام دُنیا میں جنّت نما ملا مجھ کو

در مدح مولا علیؑ

مجھ پہ ہو نظرِ کرم آقا شہنشاہِ نجف
ہیں بہت سب ستم آقا شہنشاہِ نجف
سایۂ و چادرِ زہرا میں چھپالیں مجھ کو
سہہ چکی ظلم و ستم آقا شہنشاہِ نجف
آپ کا در جو گدائی کو میسر ہے مجھے
پھر ہو کس بات کا غم آقا شہنشاہِ نجف
پھر سے ہو رختِ سفر سُوئے نجف صلے علیٰ
ہاتھ میں لے کے علم آقا شہنشاہِ نجف
پھر سے ہو زادِ سفر نادِ علی نادِ علی
پھر چلوں سوئے حرم آقا شہنشاہِ نجف
ہاتھ پھیلاتے ہوئے آئی ہوں در پر تیرے
قاسم نارُ النعم آقا شہنشاہِ نجف
قبر میں آکے مدد کیجئے آقا میری
میرا رکھیے گا بھرم آقا شہنشاہِ نجف
چُنتی رہی ہوں تخیل میں سر راہِ حرم
آپ کی خاکِ قدم آقا شہنشاہِ نجف

در مدح مولا علیؑ

کمالِ اوجِ ثریا ملا ہے منبر سے
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کیا ملا ہے منبر سے
یہ خوش کلامی مجھے بابِ علم نے بخشی
سخن وری کا سلیقہ ملا ہے منبر سے
کہاں معرفتِ حق اور کہاں مری قسمت
مزاجِ قنبر و فضہ ملا ہے منبر سے
آئمہ صاحبِ منبر قرآنِ ناطق ہیں
ہمیں تو دین خدا کا ہے منبر سے
دہر میں چھائی ہوئی تھی عجیب تاریکی
اندھیری شب میں اُجالا ملا ہے منبر سے

در مدح مولا علیؑ

ایسا بھی کیا کہ دِل میں کوئی آرزو نہ ہو
اور آرزو بھی ہو تو کوئی جُستجو نہ ہو
پھیلا ہوا ہے نُور ترا کائنات میں
ایسی جگہ کہاں ہے جہاں پر کے تو نہ ہو
مشکل کُشا کا ذکر ہو صلے علیؑ کے بعد
پھر اُس کے بعد ہم سے کوئی گفتگو نہ ہو
ایسا تو ممکنات کی حد میں نہیں کہ دِل
نادِ علیؑ کو پڑھ کے بھی مہتاب رو نہ ہو
کیسے کہیں کہ اُس کے عقیدے میں کھوٹ ہے
لے کر علیؑ کا نام بھی جو سُرخرو نہ ہو
☆کس کو خبر ہے کون غنی کون ہے فقیر
جب تک خدا کے سامنے وہ روبرو نہ ہو

غنی اور فقیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تب تک خدا کے سامنے پیش نہ کر دیے جائیں۔(امام علی)

درمدحِ مولا علیؑ

گھر میں کروں کہ برسرِ منبر عزیز ہے
مجھ کو تو تیرا ذکر مکرر عزیز ہے
عشقِ علی نے دِل کو قلندر بنادیا
آقا تجھے بھی تیرا قلندر عزیز ہے
عشق ولائے آلِ محمدؐ سے مالا مال
مولا مجھے یہ فقر کی چادر عزیز ہے
فضہ نے زندگی کا قرینہ سِکھادیا
دِل کو غلامیٔ شہہ قنبر عزیز ہے
خائف مِرے وجود سے ہے مرحبِ زماں
نادِ علیؑ کا ورد جو ازبر عزیز ہے
نہ مال و زر کی چاہ نہ دولت کی آرزو
میثم عزیز مجھ کو ابوذر عزیز ہے
مجھ کو بھی اپنا ادنیٰ سپاہی شمار کر
شاہ زماں مجھے ترا لشکر عزیز ہے
بچپن سے سُن رہی ہوں شجاعت کے تذکرے
مجھ کو بیانِ خندق و خیبر عزیز ہے
پتھر کو جس کی خاک نے دُرِ نجف کیا
وہ سرزمیں وہ شہر منوّر عزیز ہے

در مدح مولا علیؑ

علیؑ کا نام جو سرنامۂ سخن ٹھہرا
ہر اک حرف ہی اوجِ کمالِ فن ٹھہرا

زمین بوس ہوئے سب خدائے لات و منات
ذرا سی دیر وہ کعبے میں بت شکن ٹھہرا

یہ کون ہے مِری بخشش کو میرے ساتھ چلا
یہ کیسے نور کا ہالا سرِ کفن ٹھہرا

جلا سکی نہ مجھے دھوپ اِس زمانے کی
جو میرے تن پہ مودّت کا پیرہن ٹھہرا

عجیب چیز ہے غربت بھی جس کی حد ہی نہیں
غریب اپنے وطن میں بھی بے وطن ٹھہرا

درمدح جناب فاطمہ زہراؑ

توصیف اور کیا ہو جنابِ بتول کی
زہرا دُعائے نیم شبی ہیں رسول کی

زیرِ کِساء ہے فاطمہ زہرا کا خاندان
یعنی وہ قریب آگئی ساعتِ نزول کی

جبرئیل لے کہ آیۂ تطہیر آگئے
خوشبو سی پھیلنے لگی جنّت کے پھول کی

بے حُبِ آلِ فاطمہ رد ہیں عبادتیں
تاریخ کہہ رہی ہے فروع و اصول کی

ہاتھوں کو مل کہ کہتے ہیں اصحابِ باوفا
باغ فدک کو چھین لیا ہم نے بُھول کی

صحن حرم میں مدحتِ آلِ نبی پڑھی
دادِ سخن رسولؐ سے ہم نے وصول کی

راضی اگر ہیں فاطمہ زہرا خدا بھی خوش
میری مدح سرائی خدا نے قبول کی

در مدحِ امامِ حسنؑ

مولا مِرے خیال کو جو روشنی ملی
نام حسن لکھا تو نئی زندگی ملی
پھر آلِ معاویہ کی شقاوت کا دور ہے
ذکرِ حسنؑ کیا تو بہت آشتی ملی
نورِ حسن ہے یوں دِل مومن میں ضوفشاں
موسیٰ کو جیسے نور کی تابندگی ملی
لکھنے لگی ہوں مدحتِ سلطان ذی حشم
آنکھوں کو نورِ دِل کو نئی سرخوشی ملی
مولا حسن امام امم شاہ اسخیاء
ایماں کو تیرے دم سے بڑی تازگی ملی
دینِ رسول یاد ہے احسان مجتبیٰ
صلح حسن سے تجھ کو بڑی محکمی ملی
گودی میں پھول بن کے کِھلا ہے علی کا چاند
لو فاطمہ کے گھر کو یہ پہلی خوشی ملی
مولا حسن حسین ہیں کوثر کی آیتیں
اور مُدعی کو تابہ ابد ابتری ملی
صلح حسن کا سارے زمانے میں شور ہے
وہ یوں کہ جو دینِ حق کو بقاءِ دائمی ملی

در مدح امام حسینؑ

کلی کلی پہ مودت چمن چمن لکھیں
چلو کہ مدحت شبیر میں سخن لکھیں
قلم ہو نور کا اور حرف ہو خوشبو
ثنائے شاہِ شہنشاہِ ذوالمنن لکھیں
چلو بنامِ حسینؑ شہید اشکوں سے
فراتِ عشق کی لہروں پہ موجزن لکھیں
جو لکھ رہی ہوں وہی بعد میرے مرنے کے
یہ التجا ہے مسلسل سرِ کفن لکھیں
خوشا نصیب تجھے ماہ تیسری شعباں
تجھے درود کے ہدیے کرن کرن لکھیں
اُس کے غم کی عطا ہے سخن گری اپنی
کہ ذکر کوئی بھی کربلا کا بن لکھیں
نظر میں تازہ ہوا بعدِ عصر کا منظر
خیال شامِ غریباں لکھیں رسن لکھیں
تجھے جوان کیا ماں نے پیس کرچکی
لکھیں تو کیسے تجھے شاہِ خستہ تن لکھیں
سیاہی خونِ جگر کی ہو برسرِ محضر
زباں کی نوک سے یہ دور پُرفتن لکھیں

در مدح امام زین العابدینؑ

آ گئی لفظوں میں کیسی روشنی
مدحت سجاد میں لکھنے لگی
اس سے بڑھ کر اور کیا توصیف ہو
صبر کے قراں شجاعت میں علی
سیدِ سجاد زین العابدیں
ناز کرتی ہے عبادت آج بھی
جانشینِ حضرتِ حسنینؑ ہیں
سیرت و کردار میں حق کے ولی
اور کیا ہو مرتبہ یہ دیکھیے
ہیں یہی اوّل علی بعد از علی
آپ ہیں بحرِ علوم و فضل و فن
آپ ہی تو ہیں سخی ابنِ سخی

☆

لکھ رہی ہوں ذکرِ فرزند نبی
یاد پھر شامِ غریباں آ گئی
ہتھکڑی طوق و سلاسل میں گلا
آہنی زنجیر پیروں میں پڑی
پشت پر ہیں تازیانوں کے نشاں
اِس طرح کی تھی حفاظت دین کی
کربلا سے تا بہ کوفہ تا بہ شام
چوم لوں گرد مسافت کو تری
آپ کا تحفہ صحیفہ نور کا
دُور کردیتا ہے ساری تیرگی
نیند میں اُٹھنے لگے ماتم کو ہاتھ
خواب میں نادِ علی پڑھنے لگی

در مدح امام باقر

پانچویں ہادی ہمارے باقر عالی مقام
عرش سے قدسی جنہیں کرتے ہیں جُھک جُھک کر سلام
صبر قراں کے ہیں فرزند عالی محترم
یعنی زین العابدینؑ کے ہیں یہی قائم مقام
جن دادی شہر بانو فخر سلمانِ عجم
جد حسینؑ ابن علی ہیں سید عالی مقام
کربلا میں آب و دانہ بند اُن کے واسطے
جن کے بابا کے لیے جنت سے آئے تھے طعام
عہدِ طفلی بے کسی تاراجی اہلِ حرم
العطش شامِ غریباں الاماں وہ قید شام
بحرِ علم و فضل آقا سید عالی نسب
آپ پر لاکھوں درود آپ پر لاکھوں سلام
عرش پر تارے چمک کر مدحت مولا کریں
جن کی گردِ پا کو چُومیں چاند سورج صبح شام
خاص کر قدموں میں زینبؑ کے جگہ مل جائے گی
مرتبہ ہے ذاکرہ کا جان لے ہر خاص و عام

در مدح امام جعفر صادقؑ

ششم امام جو بحر علوم و عرفاں ہیں
وہ آسمانِ مودّت پہ ماہ تاباں ہیں
پہنچ رہا ہے زمانے کو فیض آج تلک
کیے جو آپ نے روشن دیئے فروزاں ہیں
برس رہی ہے زمانے پہ آپ کی رحمت
کہ آپ فضل و کرامت کا ابرِ نیساں ہیں
اُصول فقہ و طبِ علمِ کیمیا و بدن
بتا رہے ہیں یہی آپ مردِ میداں ہیں
ابوحنیفہ بھی شاگرد آپ ہی کے تھے
کہ جن کہ پیرو مسلک بہت مسلماں ہیں
وہ شافعی ہوں کہ حنبل امام مالک ہوں
حصولِ علم کی خاطر بڑھائے داماں ہیں
علی کے پوتے ہیں کیوں کر نہ ہوں علی کی طرح
مثال حیدرِ کرار شیرِ یزداں ہیں
نیاز دیتے سب ہی رجب کی بائیس کو
دُکھی دِلوں کے لیے آپ ہی تو درماں ہیں
سلام و منقبت و نعت و ذاکری ثروت
تمھارے پاس بہت مغفرت کے ساماں ہیں

درمدح امام موسیٰؑ کاظم

اے مِرے باب الحوائج اے مِرے ہفتم امام
آپ پر لاکھوں درود آپ پر لاکھوں سلام
بالیقیں ہیں آپ ہی تو وارث نادِ علی
ہو رہی ہیں مشکلیں حل آپ کا لے لے کے نام
آپ کے دم سے ہیں روشن دین کے سب راستے
اے امامت کے فلک پر ساتویں ماہِ تمام
بحرِ علم و فضل عرفاں آپ ہیں مثلِ علی
آپ کے دم سے ملا دیں کو زمانے میں دوام
غصّہ کو پینا تھی عادت مل گیا کاظِم لقب
درحقیقت یہ ہے سیرت سیرتِ خیرالانامؑ
ساتویں ہیں آپ ہادی رہنمائے دینِ حق
جانشین مصطفیٰؐ ہیں آپ ہیں برحق امام
آپ ہیں مومن کے حق میں بارشِ جود و سخا
اور کافر کے لیے ہیں ذوالفقارِ بے نیام
آپ کے در سے سوالی کوئی نہ خالی گیا

یا سخی ابنِ سخی یا سیدِ عالی مقام
پھر بلالیں کربلا و کاظمین و سامرہ
عمر ہے تھوڑی کہیں میں رہ نہ جاؤں تشنہ کام
سات کو ماہِ صفر کی جعفر صادق کے گھر
گود میں اُترا حمیدہ بی بی کے اِک لالہ فام
جس کی خوشبو سے معطر ہوگیا سارا جہاں
آئے جبریل امیں لے کر مبارک کا پیام
پہلے لکھو مدحتِ آلِ محمد میں سخن
پھر پڑھو صلِ علیٰ اور پھر چلے کوثر کا جام
صدقۂ مولا میں جنّت میں جگہ مل جائے گی
آئیں گے بحرِ شفاعت قبر میں میرے امامؑ
پڑھ کے مدح موسیٰ کاظمؑ یہ بولے مصطفیٰؐ
لکھ ملک جنّت کے در پر آج ثروت کا کلام

در مدح امام رضاؑ

یہ زندگی ہماری اُسی کے اثر میں ہے
وہ آٹھواں امام جو اِس بحر و بر میں ہے
مشہد کی سمت میری نظر ہے اُٹھی ہوئی
اے میرے جد مدد مِری کشتی بھنور میں ہے
بازو پہ تیرا نام ضمانت کا ہے امیں
پھر کیا ہوا جو زیست مسلسل سفر میں ہے
پہنچوں گی سر شہرِ خراساں تو بالیقیں
مولا کہیں گے بیٹھ جا تو اپنے گھر میں ہے
صورت کو اُن کی دیکھ کے احساس یہ ہوا
اللہ کی رضا جو لباسِ بشر میں ہے
مژگاں پہ عشقِ مولا رضاؑ کا دیا لیے
تارہ سا اِک خیال مِری چشمِ تر میں ہے
بنت اسد کے لعل کی برکت تو دیکھیے
مشکل کُشائی آج بھی کعبے کے در میں ہے
اسمِ علیؑ میں راز ہے فتحِ مبین کا
تلوار میں نہ تیر نہ تیغ و تبر میں ہے

درمدح امام رضاؑ

کوئی سوغات سفر بعد سفر لے آئے
کاش قاصد مرا مشہد سے خبر لے آئے
نور آنکھوں کا بڑھا دے گی مرا خاک رضا
اور کچھ بھی نہ سہی گرد سفر لے آئے
نام مولا کا لیا میں نے دُعا سے پہلے
اسمِ اعظم ہے دُعاؤں میں اثر لے آئے
ماں نے اُن کی جو ضمانت میں دیا وقتِ سفر
کھینچ کر مجھ کو کنارے پہ بھنور لے آئے
میرے جد خضر کوئی بہر ہدایت بھیجیں
مرے بھٹکے ہوئے راہی کو جو گھر لے آئے

درمدحِ امام رضاؑ

سلطانِ خراساں نے مجھے یاد کیا ہے
مولائے غریباں نے مجھے یاد کیا ہے
آیا ہے بلاوا مِرا سلماں کے وطن سے
کہ فخرِ سلیمانؑ نے مجھے یاد کیا ہے
اِک ہوک سی اُٹھتی ہے سر مشہدِ جاں سے
آقائے یتیماں نے مجھے یاد کیا ہے
آنکھوں میں مودّت کے گہر لے کے چلی ہوں
جدّ نے بڑے ایقاں سے مجھے یاد کیا ہے
پلکوں سے میں سجدے تیری چوکھٹ پہ کروں گی
پھر میرے مہرباں نے مجھے یاد کیا ہے
خوشبو مجھے آنے لگی زہرا کے چمن کی
گل کیا ہے گلستاں نے مجھے یاد کیا ہے

درمدح امام محمد تقی

تقوے پہ جس کو ناز ہے وہ متقی تقیؑ
یعنی عمل میں سیرت و کردار میں علیؑ
جواد ہے لقب تو محمدؐ ہے اسمِ پاک
پھیلا رہے ہیں نور محمدؐ کی روشنی
سر تا قدم یہ نور محمدؐ کا عکس ہیں
ہادی دیں نہم ہیں بہ ترتیب ظاہری
لکھنے چلی ہوں مدحتِ مولائے متقاں
مجھ کو جو حرف و صوت کی خیرات ہے ملی
محشر میں آپ میری شفاعت کو آئیں گے
لے کر مرے حروفِ قصائد جلی جلی
تقوے میں کوئی آپ کا ہم سر نہ ہوسکا
ابنِ رسولؐ اے مرے ایماں کی زندگی
میلاد پڑھ رہے ہیں ملائک بھی عرش پر
ثروتؔ بڑے خلوص سے یہ منقبت لکھی

در مدح امام علی نقیؑ

جانشین امام تقی آپ ہیں
یانقی آپ ہیں یانقیؑ آپ ہیں
حل ہوئی مشکلیں آپ کا لے کے نام
میری مُشکل میں ناد علیؑ آپ ہیں
ہیں دہم ہادی دینِ برحق امام
میرے ایمان کی تازگی آپ ہیں
آپ ہیں صورتِ جانشین نبی
بالیقیں ہم شبیہہ علیؑ آپ ہیں
ہے لقب ہادی و متقی مرتضیٰ
میرے مولا امامِ نقیؑ آپ ہیں
آپ رہبر ہیں کیا ہو اندھیرے کا ڈر
زندگی آپ ہیں روشنی آپ ہیں

در مدح امام حسن عسکری

خوشبو کا ذکر ہے یہ بیاں چاندی کا ہے
لب پر سخن جو مولا حسن عسکری کا ہے
صورت علی سی سیرت و کردار میں نبی
ترتیب میں یہ گیارہواں ہادی نبی کا ہے
بیٹے پہ عسکریؑ کے امامت تمام ہے
یہ مرحلہ شعور کا ہے آگہی کا ہے
بخشی انگوٹھی اور ابوہاشم سے یہ کہا
یہ لے تجھے خیال جو انگشتری کا ہے
بن مانگے بخش دیجیے میں بھی ہوں منتظر
مولا یہاں سوال مِری ان کہی کا ہے
کہتے ہیں جس کو سامرہ فیضِ امام ہے
جو شہرِ رنگ و نور، نگر روشنی کا ہے

درمدحِ امامِ عصرؑ

میں چل رہی ہوں مگر حالتِ قیام میں ہوں
اِک انتظارِ مسلسل کے اہتمام میں ہوں

برائے دیدِ امام زماں نوید ملے
امید صبح میں ہوں جُستجوئے شام میں ہوں

حقیر لگنے لگیں خواہشاتِ نفس مجھے
میں اپنے نفسِ معزز کے احترام میں ہوں

بسی ہوئی ہوں عریضے میں صورتِ خوشبو
کبھی سلام میں پنہاں کبھی پیام میں ہوں

مجھے بھی اذن عطا ہو کہ تیغ کی صورت
بجھی ہوئی میں کسی زہرِ انتقام میں ہوں

خوشا نصیب کہ ہوں منتظر امام کی میں
خوشا نصیب کہ میں سایۂ امام میں ہوں

در مدح امام عصرؑ

جاگیں مِرے نصیب کہ قربت نصیب ہو
اُس خوب رو کی مجھ کو محبت نصیب ہو

تسبیح اُس کے نام کی پڑھتی ہوں روز شب
شاید کہ آج خواب میں زیارت نصیب ہو

سر پر لوائے حمد کھُلے یاعلیؑ مدد
محشر کے روز تیری شفاعت نصیب ہو

ہر پل دُعائیں مانگ رہی ہوں ظہور کی
وقتِ نماز اُس کی امامت نصیب ہو

فرزند میرے اُس کے سپاہی ہیں منتظر
ہر پل یہی دُعا ہے نیابت نصیب ہو

یہ میری آرزو ہے کہ دُرِ نجف ہوں
ایمانِ کل کی نظرِ عنایت نصیب ہو

درمدحِ امامِ عصرؑ

آنکھوں کو ایسے گنبدِ خضراء دِکھائی دے
''پیاسے کو جیسے خواب میں دریا دِکھائی دے''
سورج ترِی نظر کی ضیاپاشیوں کا نام
یہ چاند تیرا نقشِ کفِ پا دِکھائی دے
تیری تجلیوں کی طلب ہے نگاہ کو
رُخ سے ہٹا نقاب خدارا دِکھائی دے
نعلین تیرے گویا برابر سے دو نجم
ہر شے میں تیرے نُور کا جلوہ دِکھائی دے
تیرے ظہور کے لیے کعبہ ہے منتظر
العجل آ، اے وارثِ کعبہ دِکھائی دے

وہی میری محبت ہے!

وہی میری محبت ہے!
وہ اولی الامرؐ
جو خود ابرِ کرامت ہے
کرم کی اور رحمت کی عبا پہنے
سراپا نور ہے خود
اور سورج چاند تارے اُس کا پرتو ہیں
ہوا کے دوش پر جس کے نقشِ پا کی خوشبو سانس لیتی ہے
وہ!
جو دستارِ ہدایت سر پہ رکھے
دِلوں کی سرزمینوں پر تخمِ نیکی کاشت کرتا ہے
اور جب پودا نکلتا ہے
تو پھر!
اِس نخل کو مُرجھانے نہیں دیتا
خلوصِ دل سے جو بھی اُس کا دامن تھام لے اِک بار
اُسے جانے نہیں دیتا
وہی کہ جس کے آنے کی
چمکتے آسمانوں نے بشارت دی
ازل سے آج تک
سارے زمانوں نے بشارت دی
مجھے اُس سے محبت ہے!

اور مجھے اُس کی محبت
اِس قدر شاداب رکھتی ہے
کہ مُرجھانے نہیں دیتی
کبھی تھکنے نہیں دیتی
کہیں جانے نہیں دیتی
مِرے دِل کی زمیں سبزاب رکھتی ہے
محبت!
اور پھر ایسی محبت
یہی جب معرفت میں ڈھل کے آنکھوں میں اُترتی ہے
مِری روشن ہتھیلی پر ستارے ثبت کرتی ہے
کبھی مہتاب رکھتی ہے
میری ہنستی ہوئی آنکھوں کے آئینوں کی آب تاب ہے یہ ہی
میرا سجدہ، میرا کعبہ، مِرا منبر، مِری محراب ہے یہ ہی
تیقن کا دیا لے کر
صدائے العجل کو صورتِ حرفِ دُعا لے کر
میں اُس کی منتظر ہوں
وہ آئے گا
وہ آئے گا
وہ آئے گا
اُسے آنا ہے آئے گا وہ آئے گا
تو پھر اُس کی عدالت میں سبھی کے فیصلے ہوں گے
مجھے تم بھی وہیں ملنا، وہیں شکوے گلے ہوں گے

وہ جو سورج ہے محمد کے گھرانے والا
روشنی لے کے کسی پل میں ہے آنے والا
میں نے دیکھا ہے سمندر میں عریضے کا سفر
"ہے کوئی خواب کی تعبیر بتانے والا"

آنکھ میں تیرے لیے اشک ہوا کرتے ہیں
تیرے آنے کی شب و روز دُعا کرتے ہیں
العجل دِل کی صدا ہے یہی دھڑکن دھڑکن
سانس کے ساتھ تجھے یاد کیا کرتے ہیں

☆

اِک مہک لب سے اُٹھی صلِ علیٰ سے پہلے
نام عباس لیا میں نے دُعا سے پہلے
بھر کے دامن کو میرے بابِ حوائج نے کہا
ہاتھ پھیلا دیے کس نے یہ عطا سے پہلے

☆

صورتِ بوتراب ہیں عباسؑ
یوں علی کا شباب ہیں عباسؑ
قلبِ حیدر کو چین اِن سے ہے
چشم زہرا کا خواب ہیں عباسؑ

☆

دُنیا نصیب ہو مجھے عقبیٰ نصیب ہو
عباسؑ کے علم کا جو سایہ نصیب ہو
سر پر لوائے حمد کھلے یاعلی مدد
محشر کے روز تیرا پھریرا نصیب ہو

صلے علیٰ کی خوشبو

مرحبا صلے علیٰ صلے علیٰ کی خوشبو
میرے الفاظ کو خالق نے عطا کی خوشبو
بچھ گئی فرشِ عزا فاطمہؑ زہرا کی دُعا
چار سو پھیل گئی اہلِ ولا کی خوشبو
دِل میں جبریل مودّت نے قدم رکھا ہے
پھر مجھے آنے لگی غارِ حرا کی خوشبو
دیکھو طیبہ سے مہکتی ہوئی پروا آئی
کھول کر باب حرم کس نے رہا کی خوشبو
جب اُنہیں یاد کیا سُوئے حرم سے آئی
نور ہی نور لیے بادِ صبا کی خوشبو
روضۂ حضرت عباسؑ سے ہو آئی ہوں
میرے ملبوس سے آتی ہے وفا کی خوشبو
جب کبھی شامِ غریباں پہ نظر جاتی ہے
یاد آجاتی ہے زینبؑ کی ردا کی خوشبو

در مدح جنابِ عباس

جناب فاطمہ زہرا کے دلرُبا عباس
علی کی نیم شبی کی حسیں دُعا عباس
یہ حرف حرف میں خوشبو یہ روشنی آقا
یہ میرا رنگ سخن ہے تیری عطا عباس
سُنا رہے ہیں تیری داستان مشک و علم
یتیم بالی سکینہ کا آسرا عباسؑ
سنیں گے منقبت در پر بلائیں گے مجھ کو
مجھے یقین ہے دیں گے مجھے جزا عباسؑ
خیام شاہ میں پہنچی نہ بوند تک پانی
ہے شرمسار بہت تجھ سے علقمہ عباسؑ
نظر کے سامنے تھا قاتل علی اکبر
لبوں پہ حضرتِ زینبؑ کے تھی صدا عباسؑ
قبولیت کی سند مل گئی وہیں ثروتؔ
دُعائے نیم شبی میں جوں ہی کہا عباسؑ

در مدح جنابِ عباسؑ

تیرگی میں روشنی عباسؑ ہیں
وارثِ تیغِ علی عباسؑ ہیں
کیا مٹائے گی انہیں موجِ رواں
علقمہ نقشِ جلی عباسؑ ہیں
مشکلوں میں نام لے کر دیکھیے
بالیقیں نادِ علی عباسؑ ہیں
کیوں نہ ہو باب الحوائج کا خطاب
آخرش ابنِ علیؑ عباسؑ ہیں
کہہ رہی ہے یہ پھریرے کی ضیاء
نور کی تابندگی عباسؑ ہیں
مشک بھر لینے پہ بھی پیاسے رہے
علقمہ کی تشنگی عباسؑ ہیں
پیاسے بچوں سے سکینہ نے کہا
تشنگی میں زندگی عباسؑ ہیں

علی اکبر

وہ جس کی مشکبو زُلفیں دیکھ کر
سورۂ والیل یاد آئے
کہ جس کے لہجہ شیریں میں کوثر کی روانی ہو
وہ کہ جس کی زیبائش قامت
میں احمدؐ کی جوانی ہو!
جسے دیکھے اگر تو حسنِ یوسف ماند پڑ جائے
وہ جس کا چہرہ سورۂ نور کی تفسیر نظر آئے
بہت ہی خوبصورت روشنی کا اک جہاں آنکھیں
*مرج البحرین یلتقاں آنکھیں
کہ جن کو دیکھ کر بابا کو جدّ کی یاد آتی ہے
وہی چہرہ وہی آنکھیں، وہی قامت
کرے جب گفتگو رُک جائے نبض ساعت
چلے تو چاند اور تارے ٹھہر کر اُس کو دیکھیں
رُکے تو خور و غلماں تک سنور کر اُس کو دیکھیں
وہ علی اکبر!
شبیہہ پیغمبر علی اکبر
کہ اُس کا سر جو نیزے پر نظر آیا
تو اہلِ شام کی سب عورتیں فریاد کر بیٹھیں
خدایا اس جواں کی ماں
خدایا اس جواں کی ماں
یہ منظر دیکھنے سے پہلے مر چکی ہو!
مگر! گزری تھی کیا، لیلیٰ کے اور زینب کے دل سے پوچھیے

(*سورۂ رحمٰن)

درمدح علی اکبر

اُٹھان ساری نبی کے شباب جیسی تھی
نظر بلند مگر بوتراب جیسی تھی
مہک اُٹھا تھا گلِ تر سے گلشنِ شبیر
جوانی علی اکبر گلاب جیسی تھی

☆☆☆

ہم قامت و ہم شکل نبی تھے علی اکبر
بوطالبی و مطلبی تھے علی اکبر
رفتار میں گفتار میں تصویر محمد
تیور میں شجاعت میں علی تھے علی اکبر

☆☆☆

در مدح بی بی زینبؑ

بی بیاں شالِ عزا خاک بسر رکھتی ہیں
چاک دامن بھی بہت دیدۂ تر رکھتی ہیں
آپ کے رُتبے کو کوئی بھی نہیں پاسکتا
یہ فضیلت ہے کہ حیدر سا پدر رکھتی ہیں
چادر سایۂ زہرا ہو میرے بچوں پر
آپ زہرا کی دُعاؤں کا ثمر رکھتی ہیں
کیجیے میری مدد بابِ حوائج کی بہن
بھائی عباس سا ہاشم کا قمر رکھتی ہیں
جز غم شاہ کوئی غم نہیں دیکھیں آنکھیں
آپ نے کیں جو دُعائیں وہ اکثر رکھتی ہیں
عسکری اور میرے مہدی پہ ذرا نظرِ کرم
آپ تو عون محمد سے پسر رکھتی ہیں

عیدِ غدیر

ساقی شراب لا کہ طبعیت اُداس ہے
میرے قریب آ کہ مودت شناس ہے
مجھ کو خبر ہے تیرا عقیدہ یہ خاص ہے
جام ولائے آل ہی دیں گی اساس ہے
وہ دھوم جشن مولا علی کی مچائیں گے
قدسی بھی سُن کے عرشِ معلٰی سے آئیں گے

میں کب سے منتظر ہوں گل تر شراب دے
ساقی غدیر خم کی معطر شراب دے
چودہ ہیں میکدے تو بہتر شراب دے
بولے علی اِسے لبِ کوثر شراب دے

جام ولائے آل محمدؐ میں جھوم کے
یہ منقبت لکھے گی قلم چُوم چُوم کے

حُب علی نے مجھ کو دیا ہے وہ مرتبہ
عز و وقار برسرِ منبر عطا کیا
حرف و سخن کی صوت کی خیرات کی عطا
حشر کے روز ساماں شفاعت کا ہوگیا

لے کر مرے حروفِ قصائد جلی جلی
مجھ کو یقیں ہے میرے لیے آئیں گے علی

تکمیلِ دیں کا دِن ہے کہ جشنِ طرب ہے آج
جبریل پر بچھائے ہوئے باادب ہے آج
ارواح انبیاء میں خوشی کا سبب ہے آج
دینِ نبیؐ پہ کتنا مہربان رب ہے آج

پالان شتر کا ابھی منبر بنائیں گے
مولا کو آج مولا پیمبر بنائیں گے

اصحابِ مُصطفےؐ

لاریب بے مثال تھے اصحابِ مصطفےؐ
میرے نبیؐ کی ڈھال تھے اصحابِ مصطفےؐ

چہروں پہ نورِ حسنِ محمدؐ کی تھی جھلک
آئینۂ جمال تھے اصحابِ مصطفےؐ

صورت وہ تھی کہ نور کے پارے جُدا جُدا
سیرت میں سب بلال تھے اصحابِ مصطفےؐ

ہیبت سے اُن کی کفر بھی مانگے کہیں پناہ
پُرنور پُرجلال تھے اصحابِ مصطفےؐ

واللہ شہرِ علم سے نسبت کا فیض تھا
باعلم و باکمال تھے اصحابِ مصطفےؐ

دِل میں ولائے احمدِ مرسل کا نور تھا
ایمان سے نہال تھے اصحابِ مصطفےؐ

ثروتؔ مِرے سخن کو جو تابندگی ملی
میرے پسِ خیال تھے اصحابِ مصطفےؐ

دینِ نبی پہ آج ہوئیں نعمتیں تمام
خوش ہے خدا تمام ہوئیں کاوشیں تمام
لو خوش ہو مومنوں کہ ہوئیں مشکلیں تمام
مولا ملا قبول ہوئیں حاجتیں تمام

خوش ہے عذیر مجھ کو بڑا مرتبہ ملا
اِک نام اب سے تا بہ ابد میرا ہوگیا

روح الامیں راہِ خرد لے کے آگئے
پیغام رب سے تابہ ابد لے کر آگئے
اِک حکم خاص ربِ احد لے کر آگئے
اکملت و دینکم کی سند لے کر آگئے

جس جس کا میں ہوں مولا علی اُس کا مولٰی ہے
گر اِس میں اختلاف ہوا ترک اولٰی ہے

بابِ مصائب

چاند نکلا ہے پھر محرم کا
آؤ مولا کو رو لیا جائے
ہیں گناہوں کے داغ دامن کو
کیوں نہ اشکوں سے دھولیا جائے

سلام

معجزات رب اکبر دیکھنا
علم کے در سے گزر کر دیکھنا

مشکلیں ساری کشا ہوجائیں گی
اک علیؑ کا نام لے کر دیکھنا

زیر لب نادِ علیؑ کا ورد اور
خواب میں تسنیم و کوثر دیکھنا

ہے عبادت یہ بڑی اے مومنو
صورت نفس پیمبر دیکھنا

وقت کے مرحب کے آگے بالیقیں
دل سے لے کر نام حیدر دیکھنا

سوچنا شدّت سے اُن کو سوچنا
اور پھر صلواۃ پڑھ کر دیکھنا

مدح خواں ہیں آیتیں قرآن کی
عظمت سلمان وبوذر دیکھنا

دھوپ چھا جائے تو مثل سائباں
چادر تطہیر سر پر دیکھنا

پرچم عباسِ غازی کے تلے
تم کبھی دل کی سُنا کر دیکھنا

آنکھ سے بہہ جائے گا دل کا غبار
تم کبھی آنسو بہا کر دیکھنا

ثانیِ شیر خدا عباس ہیں
علقمہ اب زور حیدر دیکھنا

کہہ رہے ہیں ڈر کے آپس میں لعیں
بھاگ لو پیچھے نہ مڑ کر دیکھنا
مثلِ جعفر خلد میں مل جائیں گے
حضرت عباس کو پر دیکھنا
وارث تیغِ علی جب آئے گا
معرکہ خیر اور شر دیکھنا
آئے گا کعبے میں حیدر کا پسر
ہوگا پھر دیوار میں در دیکھنا
العطش شام غریباں اور فرات
کربلا منظر بہ منظر دیکھنا
صورت قرآن جلتی دھوپ میں
شاہ کے ہاتھوں پہ اصغر دیکھنا
دیکھ کر ننھی سی اک سوکھی زباں
رو پڑا ظالم کا لشکر دیکھنا
شاہ دیں لاشہ کڑیل جواں
حوصلہ اللہ اکبر دیکھنا
کس کو ہے رومال زہرا کا نصیب
کھل گیا حُر کا مقدر دیکھنا
لکھ رہی ہوں مدحت آلِ عبا
قبر میں آئیں گے حیدر دیکھنا
میرے چہرے پر یہ ماتم کی ضیا
قبر کو میری منور دیکھنا
سُن کے ثروت منقبت نعت و سلام
مجھ کو لے جائیں گے سرور دیکھنا

سلام

نوکِ سنان پہ سورۂ کوثر کو دیکھ لے
کرب و بلا میں شام کے منظر کو دیکھ لے

شانہ ہلا کہ مجھ سے نکیرین نے کہا
آنکھیں تو کھول فاتحِ خیبر کو دیکھ لے

آئی ہیں تجھ کو خلد سے لینے کو فاطمہ
اپنے رسولؐ پاک کی دُختر کو دیکھ لے

گر دیکھنا ہو خاک میں ملتا ہے کیسے پھول
ہاتھوں پہ شاہِ دین کے اصغر کو دیکھ لے

تھے کیسے کیسے چاند جو مُرجھا کے رہ گئے
قاسم کو دیکھ لے علی اکبر کو دیکھ لے

گر دیکھنا ہو کاتبِ تقدیر کون ہے
زانوئے شہہؑ پہ حُر کے مقدر کو دیکھ لے

لہجہ علیؑ کا بات بنی کی خدا کی شان
دربار میں حسینؑ کی خواہر کو دیکھ لے

آزادیٔ حیات کا عنواں ہے یہ اسیر
طوق و رسن میں عابدِؑ مضطر کو دیکھ لے

سلام

جو کھو گئے ہیں وہ پیارے تلاش کرتی ہے
لہو میں چاند سے چہرے تلاش کرتی ہے
ڈھلی جو شامِ غریباں تو ایک دُر یتیم
اندھیری رات میں تارے تلاش کرتی ہے
کہیں سے بوند ہی پانی کی دے سکوں اصغر
سکینہ بی بی جو کوزے تلاش کرتی ہے
کہاں گیا وہ مرا ماہ رو علی اصغر
رباب ہنسلیوں والے تلاش کرتی ہے
کہا نہ بیٹا اُنھیں ماں تھی زینب دلشاد
حسین امام کے فدیے تلاش کرتی ہے
کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤں تجھے علی اکبر
کہ ماں تیرے لیے سہرے تلاش کرتی ہے
حسین بچ کے مدینے نہ جاسکیں ہرگز
یزیدی فوج وہ حربے تلاش کرتی ہے
سنی جو پیاس میں بچوں کی العطش کی صدا
فرات خیموں کے رستے تلاش کرتی ہے
علی ہیں یہ لب دریا کہ آگئے عباس
عدو کی فوج بھی گوشے تلاش کرتی ہے
قلم ہوئے تیرے بازو مگر علم نہ گرا
عدو کی تیغ وہ شانے تلاش کرتی ہے
گلے میں طوقِ گراں اور بیڑیاں عاید
سفر کی گرد بھی چھالے تلاش کرتی ہے
کہیں وہ قاسم مہ رو کی ماں نہ ہو ثروت
جو رن میں لاش کے ٹکڑے تلاش کرتی ہے

سلام

جب کوئی خواب مجسم ہوجائے
یعنی تعبیر سے سنگم ہوجائے
لفظ اشکوں سے وضو کرنے لگیں
آنکھ جب چشمۂ زمزم ہوجائے
صبرِ ایوب عطا کر یارب
بڑھ کے خود زخم ہی مرہم ہوجائے
دوستو! آؤ کریں ذکرِ حسین
پھر سے اِک بار محرم ہوجائے
غمِ شبیرؑ میں روئیں آنکھیں
آج دِل کھول کے ماتم ہوجائے

سلام

قرطاسِ عقیدت پہ رقم چوم لیا تھا
جبریل نے خود بڑھ کے قلم چوم لیا تھا
اشکوں سے وضو کرکے سرِ گنجِ شہیداں
پلکوں سے ترا نقشِ قدم چوم لیا تھا
اب تک میرے ہونٹوں پہ چمکتی ہے مودت
شبیر تیرا دست کرم چوم لیا تھا
الفاظ کا دریا ہے کہ موجوں کی روانی
عباسِ علی تیرا علم چوم لیا تھا
پیاسے لب دریا سے چلے یاعلی کہہ کر
مشکیزہ بصد نازو نعم چوم لیا تھا

سلام

ایک نورِ کبریا ہے حق نمائی کے لیے
کربلا پیغام ہے ساری خدائی کے لیے

تاج دار ھل اتیٰ ہیں اہلِ بیتِ مصطفیٰ
آیۂ تطہیر ہے بزمِ کسائی کے لیے

کیجیے افضل عبادت ہے مسلسل کیجیے
ذکر مولا قلبِ مومن کی صفائی کے لیے

جزو ایمان مسلمان لازمی ہے بالیقیں
کربلا کی معرفتِ حق آشنائی کے لیے

سجدہ گاہ انبیاء ہے خاکِ پاک کربلا
بن گئی خاک شفا ساری خدائی کے لیے

پھر سے ہوگا دیکھ لینا خانۂ کعبہ میں
منتظر چشم یقیں ہے حق نمائی کے لیے

ہوگئی تکمیلِ دین مصطفیٰ روزِ غدیر
مل گئے مولا علی مشکل کشائی کے لیے

دیکھ کر حیدر میں سارے وصف مثلِ کبریا
چُن لیا اُن کو نصیری نے خدائی کے لیے

بٹ رہی تھی جن کے در پر بوزری و قنبری
آگیا حُر اپنی قسمت آزمائی کے لیے

ناز کرتے ہیں ملائک فخر کرتے ہیں بشر
مل گیا ہے فاطمہ کا در گدائی کے لیے

حضرتِ عباس ہیں شاخِ شجاعت کے ثمر
چُن لیا تھا حق نے زور مرتضائی کے لیے
مشک لے کر جس گھڑی پہنچا ترائی پر جری
آگئے سب مرحب عنتر لڑائی کے لیے
گاڑ کر اپنا علم دریا پہ یہ آواز دی
حشر تک محشر اُٹھادوں گا ترائی کے لیے
صورتِ احمدؐ تھے اکبر اور اصغر تھے علی
قاسم گلگوں قبا تھے مجتبائی کے لیے
یاد کرتے ہیں بہن کو اکبر شیریں سخن
اور اُدھر صغرا تڑپ جاتی تھی بھائی کے لیے
خوں میں غلطاں دیکھ کر اصغر کو بولی یہ رباب
تیر سہ پہلو میرے ننھے فدائی کے لیے
لاشِ اکبر پہ یہ زینب کہہ رہی تھی اشک بار
لائی تھی دونوں پسر میں اِس کمائی کے لیے
جب گلوئے شاہِ دیں پر شمر کا خنجر چلا
آگئے جن و ملائک بھی دُہائی کے لیے
دستِ قاتل کو پکڑ کے کہہ رہی تھی کوئی ماں
کُند خنجر اور میرے کربلائی کے لیے
وقت رخصت شاہِ دیں نے رو کے زینب سے کہا
لو بہن ہم آگئے تم سے جُدائی کے لیے
سر برہنہ کربلا سے تابہ کوفہ تابہ شام
ایک چادر بھی نہیں زہرا کی جائی کے لیے

سلام

شامِ غریباں، اشک مسلسل، کرب و بلا اور میں
ذکرِ مصائب، ذکر ماتم، صبح و مسا اور میں
نعت اور نوحہ مجلس و ماتم مرثیہ خوانی اور سلام
ناد علی اور ذکرِ پیمبر، ذکرِ خدا اور میں
یاد کبھی جب آئے زنداں زینب مُضطر شاہ کی دختر
اکثر گریہ کرلیتے ہیں، رات ہوا اور میں
عصر کا منظر آنکھوں میں اور لب پر ہائے ہائے حسین
جیسے ہو مصروفِ ماتم، ارض و سما اور میں
ازل سے جاری و ساری ہے لیکن دل بھرتا ہی نہیں
زیست میری کشکول بکف، اُس کی عطا اور میں
ذکر کبھی منبر پر کرنا فرش عزا پر بیٹھ کر پڑھنا
اِک مشترکہ عبادت، ہے اہل ولا اور میں

دل ہے کرب و بلا
اوراس میں خدا
لب پہ صلے علی
اوردل میں مولا
ھل من کی ہے صدا
ابن علی پیاسا
تیر سہہ پہلو
ششمایہ پیاسہ
کس کا سر ہے سجا
بر نوکِ نیزہ
زینب کے وولال
مولا کا فدیہ
آنکھوں میں چمکا
قطرہ آنسو کا

سلام

یہ کل جہاں نے جو فرشِ عزا بچھالی ہے
بنائے مجلس شبیر تُو نے ڈالی ہے
چلے ہیں تیری روایت کو لے کے ہم زینب
سروں پہ خاک بکھیری ردا بھی کالی ہے
شفق ہے تیرا نشاں یا حسین ابن علی
یہ آسمان پہ تیرے لہو کی لالی ہے
تمام تھی یہ شریعت مگر ردا دے کر
حسینؑ امام کی ہمشیر نے بچالی ہے
ہے دھڑکنوں میں صدا ماتم شہ دیں کی
کہ ہم نے دِل کی زمیں کربلا بنالی ہے
جمع ہوئے کبھی بچے جو در پہ زنداں کے
تو کربلا کی کہانی اُنھیں سُنالی ہے
لیے ہے گود میں جھولے کی لکڑیاں بانو
نظر کے سامنے اب تو سکینہ بالی ہے

سلام

سلام حضرتِ شبیر پر ہزار سلام
سلام نُور کی تفسیر پر ہزار سلام
سلام دین کے معمار بالیقین سلام
سلام صورتِ تعمیر پر ہزار سلام
سلام کرب و بلا کی تجلیوں پہ سلام
سلام حلقۂ تنویر پر ہزار سلام
سلام شجرۂ طیب کے ہر ثمر کو سلام
سلام آیۂ تطہیر پر ہزار سلام
سلام پرچمِ عباس کی ضیاء کو سلام
سلام حیدری شمشیر پر ہزار سلام
سلام اکبرِ خوش رو کی نوجوانی پر
نبی کی بولتی تصویر پر ہزار سلام
میانِ کرب و بلا آخری اذاں پہ سلام
سلام نعرۂ تکبیر پر ہزار سلام
لکھا گیا تھا قبالے میں صرف تیرا نام
سلام ہے تری جاگیر پر ہزار سلام

سلام عون و محمد کے بے کفن لاشو
سلام اُلفتِ ہم شیر پر ہزار سلام
سلام تیر کے بدلے کسی تبسم پر
سلام اصغرِ بے شیر پر ہزار سلام
سلام قاسمِ نوشاہ تیرے سہرے پر
حسن کے خواب کی تعبیر پر ہزار سلام
سلام عابدِ بیمار تیری غربت پر
قدم قدم تری زنجیر پر ہزار سلام
سلام کان سے بہتے ہوئے لہو پہ سلام
سلام دخترِ شبیر پر ہزار سلام
سلام دخترِ خیرالنساء علیک
حسینؑ امام کی ہم شیر پر ہزار سلام
وہ حرف حرف میں لہجہ علیؑ کا کیا کہنا
ترے بیاں تری تقریر پر ہزار سلام
سلام ہے یہ عطائے درِ نبیؐ ثروت
تو اس سلام کی تحریر پر ہزار سلام

سلام

اسلام کی حیات کا خوگر حُسینؑ ہے
ہاں ساری کائنات کا رہبر حُسینؑ ہے
بیٹھے تو اِک نوکِ سناں پر اِکائی ہے
پھیلے تو کربلا میں بہتر حُسینؑ ہے
گریہ کناں نبی و علی، فاطمہ، حسن
لکھا ہوا جو برسر محضر حسین ہے
کس نے کہا کہ اہلِ حرم بے حسین ہیں
کرب و بلا حسین کی خواہر حسین ہے

کبرا کی یہ بکا ہے
نوشاہ تیرا لاشہ ہے
پامال ہو چکا ہے

کیا شب ہے تیرگی ہے
خیمے بھی جل چکے ہیں
زینب علی نبی ہے

دِل اُس کو ڈھونڈ تا ہے
لیلیٰ کا چاند اکبر
کس بن میں کھو گیا ہے

بابا مرا کدھر ہے
سجاد تیرا بابا
نیزے کی نوک پر ہے

زہرا کی یہ فغاں ہے
اِس دشت پُر خطر میں
اے لال تو کہاں ہے

انھیں ٹوٹے دِلوں کی آس کہیے
کہ جن کا نام لو تو مشکلیں مشکل میں پڑ جائیں
اُنھیں عباس کہتے ہیں

بابِ مناجات

Knowledge for All
Sakina
Hyderabad

کوئی تو حرفِ دعا عطا ہو میں بددعاؤں میں گھر گئی ہوں
ذرا سی مشکل کو بار سمجھی بڑی بلاؤں میں گھر گئی ہوں
رحیم آقا کریم آقا، میری خطاؤں کو بخش دینا
میں لغزشوں میں اُتر گئی ہوں میں پھر خطاؤں میں گھر گئی ہوں
مرے اُجالوں پہ میری کرنوں پہ تیرگی کی نظر لگتی ہے
میں بجھ رہی ہوں دیئے کی صورت عجب ہواؤں میں گھر گئی ہوں
کہیں بھی ٹھہروں کہیں بھی جاؤں منافقت سے اماں نہیں ہے
کہ سانس لینا عذاب ٹھہرا میں کن فضاؤں میں گھر گئی ہوں
میں دیکھتی ہوں میں بولتی ہوں سُنائی دیتا نہیں مجھے کچھ
سماعتیں بانجھ ہوچکی ہیں کہ بے نواؤں میں گھر گئی ہوں
قدم تو میرے زمین پر ہیں نظر میری سُوئے آسماں ہے
وجود اپنا میں کھوچکی ہوں کہیں خلاؤں میں گھر گئی ہوں
میں اُس قبیلے کی فرد ہو کر وفا کی خو کیسے ترک کردوں
میں بے وفا تو نہیں ہوں لیکن میں بے وفاؤں میں گھر گئی ہوں
سماعتیں جاگتی ہیں میری نویدِ تابندگی ملی ہے
سر نجف سے جو آرہی ہیں میں اُن صداؤں میں گھر گئی ہوں
اے جلد راضی ہوجانے والے مجھے بھی بخشش عطا ہو یارب
کوئی بھی پونجی نہیں بچی اب فقط دُعاؤں میں گھر گئی ہوں
کمیل و قنبر بلال و میثم بڑھاتے ہیں میرے حوصلوں کو
میں اِس کرم کے کہاں ہوں قابل کہ اِن عطاؤں میں گھر گئی ہوں

تو بے زر کو بناتا ہے ابوذر کی طرح
بخت ہوجائے میرا حُر کے مقدر کی طرح
مجھ کو کوثر کی طلب ہے نہیں دُنیا اچھی
مختصر عمر ملے سورۂ کوثر کی طرح

عریضہ حاجت بحضور امام رضاؑ

زندگی کے لیے معجزہ چاہیے
روشنی کا مجھے سلسلہ چاہیے
پوچھیے میرے جد مجھ کو کیا چاہیے
میری آنکھوں کو خاکِ رضا چاہیے
اپنی پلکوں سے سجدے کروں در پہ میں
میرے سجدوں کو در آپ کا چاہیے
چل کے مولا قدم کی میں دِل کی کہوں
یا امامِ مبیں نقش پا چاہیے
ہے دعا سب سے پہلی میری یا امام
پورا قاصد کا ہر مُدعا چاہیے
جز غم شاہِ دیں اب نہ آنسو بہیں
سیدہؑ طاہرہ کی دُعا چاہیے
العجل العجل کی ہے دل میں صدا
جلوۂ وارثِ ھل عطا چاہیے
کعبہ دِل میں صورت سجی آپ کی
اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہیے
دامنِ دِل کو بھر دیں مرے رہنما
آپ کا مجھ کو جود و سخا چاہیے
سر پہ وارث کا سایہ سلامت رہے
تادمِ مرگ رنگِ حنا چاہیے
عسکری مصطفیٰ آپ کے ہیں غلام
میرے بچوں کو در آپ کا چاہیے

یہ سپاہی امامِؑ زمانہ کے ہیں
مہدیؑ دیں کا دستِ عطا چاہیے
اپنے ماں باپ کا حق کروں میں ادا
مِرے مولا مجھے حوصلہ چاہیے
صورتِ شمس ہوں یہ برادر میرے
ہر قدم پر مجھے معجزہ چاہیے
گھر پر فرشِ عزائے حسینی رہے
اور لب پر حدیثِ کسا چاہیے
آپ کا ذکر میں ہر سفر میں کروں
گھر میں بھی بس خیال آپ کا چاہیے
مِری بہنوں کا پورا ہو ہر مُدعا
اُن کا خوشیوں سے دامن بھرا چاہیے
مجھ کو صوت و سخن کی ہو دولت عطا
حرف در حرف حق ہو ادا چاہیے
مسکرا کر علی سے یہ جدّ نے کہا
پورا ثروت کا ہر مُدعا چاہیے
آپ ہیں جدِ اعلیٰ و مشکل کُشا
یاعلی اُس کی حاجت روا چاہیے
مُسکرا کر یہ بولے رضا سے علی
یہ تو کچھ بھی نہیں اور کیا چاہیے
آئے گا اُس سے سننے نجد میں سخن
اور ثروت کو کیا مرتبہ چاہیے

منقبتی عریضہ بحضور امام رضاؑ

پھر ذکرِ علیؑ نعتِ نبیؐ حمدِ خدا ہو
حق اجرِ رسالت کا، مودّت کا ادا ہو
پھر لب پہ مِرے تذکرۂ آلِ عبا ہو
اور صلِ علیٰ صلِ علیٰ صلِ علیٰ ہو
کیا مرتبہ ہے صلِ علیٰ صلِ علیٰ کا
اِک ایسی عبادت ہے کہ ہمراہ خُدا ہو
اب معجزۂ منقبت مولا رضا ہو
افکار کو پیرایۂ اظہار عطا ہو
زائر کی یہ خواہش ہے کہ لکھوں میں قصیدہ
اور ایسا سخن جو کبھی دیکھا نہ سنا ہو
کچھ حرفِ مناجات ہوں کشکولِ دُعا میں
پلکوں پہ چراغوں سا مودّت کو رکھا ہو
سوچوں تو عجب روشنی افکار میں اُترے
لکھوں تو سخن گویا کہ خوشبو میں ڈھلا ہو
کچھ حرف کی خیرات درِ علمِ نبی سے
مل جائے تو پھر میرا قلم بول رہا ہو
نظروں میں اُبھرتی رہیں مہتاب کی کرنیں
پھر لب پہ ترا نام ہو محرابِ دُعا ہو
زم زم سے وضو کرکے لکھوں روبہ خراساں
مدحت کا ہر اِک لفظ مودّت سے سجا ہو
مشہد کے علیؑ تیری ضمانت کے میں صدقے

میں نام بھی سوچوں تو مِرا عقدہ کُشا ہو
گر اذن ہو تو اپنی کہوں اے مِرے آقا
تم جد ہو میرے کعبۂ جاں قبلہ نما ہو
پلکوں کو میری گرد سفر بخش دیں مولا
پھر میری جبیں خاکِ رضا خاکِ رضا ہو
پھر آئے خراساں سے میرے جد کا بلاوا
ہمراہ میرے سیدہ زہرا کی دُعا ہو
کچھ اپنے خزانے سے عطا کیجیے مولا
یہ زندگی پھر کس کے لیے رزقِ ہوا ہو
یہ عسکری مہدی ہیں ضمانت میں تمھاری
مولا میرے بچوں پہ کرم جود و سخا ہو
سب کچھ ہے میسر مجھے حسنین کے صدقے
اِس دِل کی یہ خواہش ہے کہ کچھ اِس سے سِوا ہو
لے آئی ہے مشہد کی ہوا حرفِ تسلی
جیسے کوئی مصروفِ مناجات ہوا ہو
آتی ہیں خراساں سے جو رہ رہ کے ہوائیں
شاید کہ میرے جد نے مجھے یاد کیا ہو
خط لکھ کہ یہ محسوس ہوا ہے مجھے ہر پل
یہ زندگی جیسے کوئی پھولوں کی ردا ہو
جد خوش ہیں ضمانت میں تمھیں اپنی رکھا ہے
آباد رہو شاد کہ اولادِ رضاؑ ہو
مولا مِرے وارث پہ رہے آپ کا سایہ
تا عمر مِرے ہاتھ پہ گل رنگِ حنا ہو
مقبول ہے ثروت یہ مناجات کہ تم تو
مولا کی عزادار ہو زہرا کی دُعا ہو

کسی حرفِ وفا سے اور کسی جذبے کی شدّت سے
ہمیشہ سے ہی خالی ہے!
مِرے ہاتھوں میں اب تک بس وہی کھوٹا سا سکہ ہے
جسے میں نے کبھی سونا، کبھی چاندی، کبھی کُندن سمجھ کر
رہن رکھ دی تھی اپنی زندگی ساری
مِرے آقا!
مِرے آقا!
رہن رکھی ہوئی اِس زندگی میں
کوئی لمحہ مِرا اپنا نہیں ہے
اور مِری سانسیں
جو گنتی کی بچی ہیں
مِری آنکھوں کے تاروں کی امانت ہیں
مِرے آقا!
آپ شاہِ عصرِ دوراں ہیں
گواہی دیں!
اے مِرے آقا گواہی دیں
امانت اور دیانت میرا مسلک ہے
محبت کو بدن کی آخری سانسوں کی حد تک
نبھانا میری عادت ہے

کہوالعجل اے مولا!

عجب آزار میں جاں ہے
شکستہ خواب ہیں سارے
لبوں پر پیاس طاری ہے
رسن بستہ چلی ہوں میں
سراپا جل بجھی ہوں میں
کہیں منزل نہیں ملتی
کوئی رستہ نہیں ملتا
دروں بینی نے مجھ کو
اِک عجب آزار بخشا ہے
میرے آقا!!!!
میرے آقا!!!!
مرے دِل میں کسی ٹوٹے ہوئے نیزے کا نشتر ہے
مری آنکھوں میں اِک شامِ غریباں ہے
ردائے ذات کی تحقیر کا پُرہول منظر ہے
مجھے وہ چین سے جینے نہیں دیتا
سکوں کا سانس بھی لینے نہیں دیتا
مرا دامن کسی اسمِ محبت سے

قلندر دِل سے میرا
فقیری میری طینت ہے
مِری دولت،
میری ثروت،
شکستہ زندگی کا مول
کربِ ذات کی سچّی کمائی
مِرے آقا!
مودّت ہے
کہ ''جبریلِ مودت''
مِرے دِل کا مکیں ہے!
میں جب بھی ٹوٹنے لگتی ہوں
مجھے گرنے سے پہلے تھام لیتا ہے
مِرے دِل کو تیقن کی مئے تازہ پلاتا ہے
مِرا ٹوٹا ہوا
بکھرا ہوا
سہما ہوا یہ دِل
حیاتِ نو کو پا کر
خوشی سے جھوم جاتا ہے
ہر اِک دھڑکن یہ کہتی ہے

سنو!
سنو قدموں کی آہٹ کو
ابھی وہ راستے میں ہے
سوئے کعبہ نظر رکھو
دُعائے عہد دہراؤ
کہ وہ دستِ عطا جس نے
تمھارے راستوں کو روشنی بخشی
تمھیں سورج بھی بخشا
چاند بھی بخشا
نئی اِک زندگی بخشی
علم لے کر زمانے بھر کی نصرت کو
جب آئے گا
تو سارے فیصلے ہوں گے
مقدمے جو سدا ہارے ہیں تم نے
مگر لب سی کے رکھے ہیں
وہ سب اُس کی عدالت میں
کہیں محفوظ رکھے ہیں
تمھارے جتنے آنسو ہیں
سب اُس کے دِل پہ گرتے ہیں

دریدہ تن،
شکستہ پا،
رسن بستہ تو ہو تم،
مگر تنہا نہیں ہو!
تمھارے سر پہ وارث ہے!
تمھیں بے چادری سے جو بچاتا ہے!
تمھیں جو بے گھری کے کرب سے آزاد رکھتا ہے
خبر گیری وہ کرتا ہے
خدا کے بعد
اِک وہی تو ہے
نبی کا بارھواں نائب
علیؑ مشکل کُشا کا جانشیں
جو سب کی مشکلیں آساں کرتا ہے
جو کربِ ذات کی سچّی کمائی میں
یقیں کا معجزاتی رنگ بھرتا ہے
دُعا کو پورا ہونے کی
سند ملتی اُسی سے ہے
تمھاری سوچ کو پرواز ملتی ہے
تمھارے حرف کو آواز ملتی ہے
تمھیں کہنا نہیں پڑتا
فقط تم سوچ رکھتی ہو
وہ تمھیں تحریر دیتا ہے

تم اپنے خواب بُنتی ہوتو وہ تعبیر دیتا ہے
سوگر!
صحرا ہے رستے میں
سفر تنہا ہے رستے میں
کوئی دُکھ ہے
کوئی آزار ہے
کوئی مصیبت ہے
تو غم کیا ہے؟؟؟
تمھارے سر پہ سایہ سا
ولی عصرؑ کا دست عطا ہے
اور یہ وہ دستِ عطا ہے
جو بے ذر کو اگر چھو لے ابوذر بن کے رہتا ہے
اگر سلماں کے سر پر ہو تو وہ فخرِ سلیماں ہے
وہی دستِ عطا ہے جو غروری قنبری بھی ہے
افتخارِ میثمی بھی ہے
اِسی دستِ عطا کا ہی تو صدقہ ہے
یہ دُنیا چل رہی ہے
دُعائے عہد دہراؤ
ابھی وہ راستے میں ہے
کہو العجل اے مولا
کہو العجل اے مولا

☆☆☆

امامِ وقت میرے شاہِ شش جہات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد
اے جانشین نبی میرے سیدی آقا
مِرے امام اُمم میرے رہبری آقا
ولی عصر میرے پیر و مُرشدی آقا
پکارتی ہے تجھے ہر نئی صدی آقا
ملی ہے تا بہ قیامت تجھے حیاتِ مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد
لگی ہوئی ہے زمانے کو جستجو تیری
ہر ایک دل میں مسلسل ہے آرزو تیری
ہوا کے دوش پہ کرتی ہوں گفتگو تیری
ہے حرف حرف کو بخشی ہوئی نمو تیری
ہر ایک بات میں ہوتی ہے تیری بات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

امامؑ وقت مقدر پہ تیرگی ہے بہت
ولیِ عصرؑ زمانے کی بے رُخی ہے بہت
بیان کیا ہو میرے دِل میں ان کہی ہے بہت
شدید پیاس کا عالم ہے تشنگی ہے بہت
نظر کے سامنے ہے موجۂ فرات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

ولیِ عصر مجھے رنج و غم نے گھیرا ہے
بہت دِنوں سے مسلسل الم نے گھیرا ہے
جُنوں نے مار دیا ہے ستم نے گھیرا ہے
اور آج کل تو انا کے بھرم نے گھیرا ہے
ہو تیرا ساتھ تو ہوتی نہیں ہے مات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

میں اپنی شامِ غریباں کے دُکھ پہ روئی ہوں
میں اپنے چاک گریباں کے دُکھ پہ روئی ہوں
میں اپنی چشمِ ہراساں کے دُکھ پہ روئی ہوں
اور اپنے تنگیٔ داماں کے دُکھ پہ روئی ہوں
میں بھول جاؤں بھلا کیسے واقعات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

تو جانتا ہے مِرا عرضِ مُدعا کیا ہے
جولب سے دے نہ سکی ہوں وہ اِک صدا کیا ہے
تُو جانتا ہے لُٹا کیا ہے اور بچا کیا ہے
تجھے خبر ہے خطا کیا ہے اور وفا کیا ہے

نجات چاہیے مجھ کو فقط نجات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

یہ میرے لعل و گہر تیری دین ہیں آقا
یہ میرے شمس و قمر تیری دین ہیں آقا
یہ میرے قلب و جگر تیری دین ہیں آقا
میرے یہ نورِ نظر تیری دین ہیں آقا

تیرے بغیر بھلا کب انھیں ثبات مدد
پکارتی ہے مجھے ساری کائنات مدد

امان چاہیے اے وارث قرآن امان
امان چاہیے اے صاحب الزمان امان
امان چاہیے اے میرے مہربان امان
امان چاہیے اے میرے پاسبان امان

مِری طلب ہے فقط تیرا التفات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

سلام تجھ پہ ہزاروں سلام اور درود
ہے انتظار یہ کعبہ میں ہوگا تیرا ورود
تیرے کرم کی نہیں ہے کوئی حدود قیود
تری سخا سے ہوئی میری کشف جاں کی نمود

پسِ خیال ہمیشہ ہے تیری ذات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

ترا ظہور مسلسل مِرے تصور میں
عجب سُرور مسلسل مِرے تصور میں
سراپا نور مسلسل مِرے تصور میں
یہی شعور مسلسل مِرے تصور میں
لگی ہے کعبۂ دل میں تیری قناتِ مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

مِری طلب ہے چکاچوند روشنی آقا
لہو سے پھوٹ پڑے جو وہ سرخوشی آقا
میں کب سے بھول گئی ہوں میری ہنسی آقا
عجیب خوف میں رہتی ہے زندگی آقا
ڈھلے یہ میرے مقدر کی کالی رات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

مجھے ہے خوف کہیں پھر نہ ایسا ہوجائے
یہ آنکھ پھر سے کسی آرزو کو رو جائے
یہ دِل بھی اپنے مقدر کی طرح سو جائے
میں ڈر رہی ہوں میرے ہاتھ سے نہ کھوجائے
ردائے حرف قناعت کی باقیات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد

مِری دریدہ ردا میرے سر پہ رکھ وارث
تُو اپنا دستِ عطا میرے سر پہ رکھ وارث
کڑی ہے دھوپ عبا میرے سر پہ رکھ وارث
تو سائبان مِرا میرے سر پہ رکھ وارث
مجھے ہے روز نئی ایک واردات مدد
پکارتی ہے تجھے ساری کائنات مدد